1 عمومی جائزہ

مالی سال 18-2017ء کے وسط میں پاکستان کی معیشت کے پچھلے سال کی نمو سے تجاوز کرنے کے امکانات قوی معلوم ہوتے ہیں۔ مہنگائی کم رہی اور محاصل کی وصولی کی بحالی کی وجہ سے مالیاتی کیفیت مستحکم ہوگئی۔ تاہم ملک کے توازن ادائیگی میں بڑھتے ہوئے عدم توازن کے باعث مجموعی معاشی استحکام کو لاحق خطرات میں اضافہ ہوگیا ہے۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	ش ش1، م س17ء	ش ش1، م س18ء[ع]
شرح نمو (فیصد)		
بڑے پیمانے کی اشیا سازی[الف]	4.0	5.5
صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط)[الف]	3.9	3.8
نجی شعبے کا قرض[1، ب]	8.1	5.7
برآمدات (کسٹم)[الف]	-4.0	11.3
درآمدات (کسٹم)[الف]	9.8	19.2
ٹیکس محاصل[ج]	6.2	16.4
ترقیاتی اخراجات[ج]	16.7	23.4
شرح مبادلہ (+ اضافہ /- کمی فیصد)[ب]	+0.2	-5.0
ملین امریکی ڈالر		
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)[ب]	18,272	14,107
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	9,505	9,746
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری[ب]	1,421	1,496
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-4,660	-7,920
فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی توازن[ج]	-2.5	-2.2
شرح سود		
تفاوت مابین شبینہ بازار زر شرح اور پالیسی ریٹ	0.06	0.06
بہ وزن اوسط شرح قرض گاری	7.2	7.2

[ع] عبوری تخمینہ۔ [1] جون کے مقابلے میں دسمبر میں فیصد تبدیلی۔

ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] بینک دولت پاکستان؛ [ج] وزارتِ خزانہ۔

ملکی معاشی سرگرمیوں کا مسلسل متحرک ہونا اس عدم توازن کی بڑی حد تک تشریح کرتا ہے کیونکہ تمام اہم شعبوں کی بہتر کارکردگی نے درآمدی طلب کو بڑھا دیا۔ خاص طور پر مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں صارفی پائیدار اشیا کی طلب اور تعمیراتی خام مال کی طلب میں اضافے نے اشیا ساز فرموں کو اپنی استعداد بڑھانے کی طرف مائل کیا جس کی بنا پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو چار سال کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی (**جدول 1.1**)۔ توقع ہے کہ زراعت کی کارکردگی بھی اچھی رہے گی کیونکہ کئی اہم فصلوں کو زیرِ کاشت رقبے میں اضافے اور بہتر ہوتی ہوئی یافت سے فائدہ ہوا۔

اگرچہ معیشت کو حکومت کی جانب سے بلند ترقیاتی اخراجات، سازگار زری پالیسی اور سی پیک سے متعلق منصوبوں کی پیش رفت سے فائدہ ہوتا رہا تاہم عالمی معاشی بحالی کے استحکام سے نمو کو اضافی تحریک ملی۔ امریکہ اور یورپی یونین میں خردہ اخراجات میں مسلسل اضافہ بالخصوص مفید رہا کیونکہ اس سے پاکستان سمیت ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں کے برآمدی امکانات روشن ہوئے۔ یہ امر بھی اہم ہے کہ

چین کی صنعتی نمو میں اضافے کی وجہ سے 2010ء کے بعد پہلی بار دوسری مربوط ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں کو مثبت اشارے ملے۔ اس دوران مشرق وسطیٰ میں نان آئل جی ڈی پی—اور اس کے نتیجے میں ملازمتیں—کسی قدر بحال ہونا شروع ہوگئیں تاہم اس خطے میں سیاسی شورش کے مضمرات ابھی تک سامنے نہیں آئے۔

ان عالمی حالات کے پاکستان کی معیشت پر کئی پہلوؤں سے اثرات مرتب ہوئے۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ دسمبر میں برآمدات کی نمو مسلسل آٹھویں مہینے بڑھی۔ اس سے نہ صرف کلیدی برآمدی شعبوں میں پیداوار اور سرمایہ کاری کی سرگرمیوں کو تحریک ملی بلکہ ملک کے دباؤ کا شکار توازن ادائیگی کو بھی، خصوصاً وسط مدت میں اس کے منظر نامے کو، کچھ سہارا نصیب ہوا۔ اسی طرح کارکنوں کی ترسیلاتِ زر نہ صرف مستحکم ہوگئیں بلکہ برطانیہ، امریکہ اور دبئی سے آنے والی بلند تر رقوم کے طفیل ان میں معتدل نمو بھی ریکارڈ کی گئی۔

اس کے برعکس عالمی معیشت کی بحالی نے اجناس کی مارکیٹ میں تیزی پیدا کردی—بڑھتی ہوئی طلب کے پیش نظر اوپیک نے زیادہ منضبط انداز میں پیداوار گھٹائی تو تیل کی قیمتیں تین سال کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئیں۔ طلب رسد سے زیادہ رفتار سے بڑھی تو صنعتی دھاتوں کے نرخوں میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا۔ ان تبدیلیوں کے پاکستان کے لیے دو اہم مضمرات تھے: اوّل، جب حکومت نے روز افزوں عالمی نرخوں کا اثر ملکی صارفین کو منتقل کیا تو ملک میں ایندھن کی قیمتیں مسلسل بڑھنے لگیں۔ اگرچہ ملک میں غذائی اشیا کی گرتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے عمومی مہنگائی پر اس کا اثر مدھم ہوگیا تاہم مہنگائی کی توقعات میں اضافہ ہوگیا۔ پھر بھی پورے سال کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی 6 فیصد ہدف سے نیچے رہی اور اس تجزیے کی بنیاد پر زری پالیسی کمیٹی نے نومبر کے جائزے کے دوران شرح سود کو تبدیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

دوم، اجناس (خصوصاً تیل) کی قیمتوں میں اضافے نے درآمدات کو، جو ملکی طلب کی بنا پر پہلے ہی زیادہ تھیں، بڑھایا۔ اگرچہ جوں جوں سال گذرا، درآمدات کی نمو کچھ کم ہوئی تاہم ادائیگی کا حجم اب بھی اتنا زیادہ تھا کہ برآمدات اور ترسیلاتِ زر سے ہونے والے فوائد زائل ہوگئے۔ نتیجتاً جاری کھاتے کا خسارہ اس قدر زیادہ تھا کہ نجی اور سرکاری رقوم کی آمد سے پورا نہیں ہوسکتا تھا۔ جب ادائیگی کا بوجھ ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر پر پڑا تو احساسات پاکستانی روپے کے خلاف ہوگئے جس کے نتیجے میں زیادہ تر زیرِجائزہ مدت کے دوران ایف ای 25 امانتوں میں اضافہ اور بلند کرب پریمیم دیکھنے میں آیا۔ دسمبر میں یوروبانڈ اور صکوک کے اجرا سے ذخائر کم ہونے کے عمل کو کسی حد تک روکنے میں مدد ملی لیکن ان اجرائیوں کا حجم اب بھی بین البینک بازارِ مبادلہ کی تیزی کم کرنے کے لیے ناکافی تھا: نتیجتاً دسمبر 2017ء میں پاکستانی روپے کی قیمت 4.4 فیصد کم ہوگئی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا رجحان جاری رہا تو معیشت کے لاگتی خطرے کے عوامل یعنی درآمد شدہ مہنگائی اور مختلف اشیا و خدمات میں ایندھن کی بلند لاگت کے اثرات کو سنبھالنا ضروری ہو جائے گا۔ اس دباؤ سے معیشت کا تحفظ ضروری ہے خصوصاً کاروباری چکر کے اس مرحلے پر جب متعدد صنعتوں (سیمنٹ، فولاد، بجلی، تعمیرات، گاڑیاں) میں تازہ پیداواری استعداد بڑھانے کا عمل جلد ہی شروع ہونے والا ہے۔

بہر کیف، وسط مدت میں مجموعی معاشی منظر نامے کی تشکیل میں ملکی طلب فیصلہ کن عنصر ہو گا خصوصاً بیرونی عدم توازن کے تناظر سے۔ اس حوالے سے موجودہ رجحانات ملی جلی تصویر دکھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کے ترقیاتی اخراجات گذشتہ برس سے زیادہ تھے تاہم مجموعی مالیاتی خسارہ قابو میں رہا ہے۔ کم میزانیہ قرضوں کے ہمراہ نجی شعبے کے قرضے کے پست تر استعمال نے رسدِ زر کی نمو کو آہستہ کرنے میں کردار ادا کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ قوزی مہنگائی، جو معیشت میں ملفوف طلبی دباؤ کی عکاسی کرتی ہے، مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں مستحکم ہو گئی جبکہ پچھلی سات سہ ماہیوں میں مسلسل بڑھتی رہی تھی۔

اس کے برعکس صارفی طلب مضبوط دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ حالیہ اعتماد صارف سرویز میں موجودہ اور متوقع معاشی حالات میں کسی قدر کمزوری کا اظہار ہوتا ہے تاہم ٹھوس اعداد و شمار ابھی تک تیزی کے عکّاس ہیں۔ بڑھتی ہوئی زرعی آمدنی، قرضے کی آسان شرائط اور ترسیلاتِ زر کی مسلسل آمد کی بنا پر اہم صارفی اشیا— گاڑیوں اور الیکٹرانکس— کی پیداوار نیز درآمد میں مضبوط نمو درج کی گئی۔

مجموعی طور پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اگرچہ درآمدات کا حجم بلند ہی رہے گا تاہم آگے چل کر درآمدی نمو میں مزید کمی آئے گی۔ مشینری کی درآمد پہلے ہی کم ہو چکی ہے اور ملک میں بجلی کے نئے منصوبوں پر پابندی کے حالیہ حکومتی فیصلے کے پیش نظر، بجلی کی مشینری کی درآمد پھر بڑھنے کا امکان نہیں، بلکہ کسٹم ریکارڈ کے مطابق ان درآمدات میں پہلے ہی 18.3 فیصد (جولائی تا جنوری مالی سال 18ء میں سال بسال) کی کمی آچکی ہے۔

جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے، دو حالیہ تبدیلیاں اہم ہیں۔ اوّل، یورپی یونین نے پاکستان کے لیے جی ایس پی پلس حیثیت (جو گذشتہ تین برسوں کے دوران اس بلاک کو برآمدات بڑھانے میں خاصی معاون ثابت ہوئی ہے) میں اگلے دو برسوں کے لیے توسیع کر دی ہے کیونکہ پاکستان 27 بنیادی کنونشنز کا اطمینان بخش طور پر نفاذ کرنے میں کامیاب رہا ہے۔ دوسری امید کی کرن ''ڈیوٹی ڈرابیک آف ٹیکسز آرڈر 18-2017'' کے تحت حکومت کی جانب سے اضافی ترغیبات کا اعلان ہے۔ اس حکمنامے کے تحت اعلان کردہ ڈرابیکس میں سے آدھے کارکردگی کی بنیاد پر ہیں جبکہ دو فیصد اضافی ڈرابیک کا اعلان غیر روایتی منڈیوں کو برآمد کے لیے کیا گیا ہے۔ ان رعایات سے قطع نظر

پاکستان کی بر آمدی صنعت کو ماضی کی روش ترک کر کے طویل عرصے سے موجودہ ساختی مسائل کو دور کرنا ہو گا۔ مجموعی طور پر پالیسیاں بھی ایسی ہونی چاہئیں کہ ان کا میلان بر آمدات میں توسیع کرنا ہو۔ اس کے لیے نہ صرف صنعتی پالیسی کے بر آمدات مخالف رجحان کو ختم کرنا ہو گا اور کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی لانا ہو گی بلکہ ترغیباتی ڈھانچے کو بھی بر آمدی کاروبار کے حق میں استوار کرنا ہو گا۔

اس سلسلے میں جنوری 2018ء میں املاک کی ویلیوایشن میں کمی موزوں ترین قدم نہیں۔ قابل سرمایہ کاری رقوم کو پیداواری خصوصاً بر آمدی شعبوں میں نہ لگائے جانے کا ایک اہم سبب جائیداد کی سرمایہ کاری میں برائے نام ٹیکس کے ساتھ غیر معمولی کیپٹل گین ہے۔ مزید یہ کہ حال ہی میں استعمال شدہ کاروں کے ڈیلروں کے لیے سخت درآمدی ضوابط اور سی پیک سے متعلق بعض منصوبوں کے لیے درآمد شدہ (اور مقامی طور پر تیار کردہ) فولادی اشیا پر ڈیوٹی سے استثنا کا خاتمہ بیرونی شعبے کے استحکام کے حق میں نہیں۔

تاہم قلیل مدت میں زرِمبادلہ کے سرکاری ذخائر میں مزید کمی کو روکنے کے لیے حکومت کو ضروری بنیادی پالیسی تبدیلیوں کے علاوہ عبوری اقدامات بھی کرنے چاہئیں کیونکہ مجموعی سیال ذخائر پہلے ہی کم ہو کر ملک کے درآمدی بل کے تین ماہ سے بھی کم مدت کے لیے رہ گئے ہیں اور غیر مرہونہ (unencumbered) ذخائر اس سے بھی کم ہیں۔ درآمدی نمو کو روکنے کے لیے کچھ اقدامات کیے گئے ہیں (مثلاً صارفی درآمدت پر ریگولیٹری ڈیوٹی اور ایل سی مارجنز کا نفاذ) لیکن تیز اور مؤثر نتائج کو یقینی بنانے کے لیے ان کا دائرہ اور گہرائی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بہر حال آئندہ مہینوں میں جاری کھاتے کے خسارے کے متوقع حجم اور میعاد پوری کرنے والے قرضوں کے سائز کے پیش نظر حکومت کے لیے اس امر کو یقینی بنانا ضروری ہو گیا ہے کہ سال کے بقیہ حصے میں تخمین شدہ سرکاری رقوم حاصل ہو جائیں۔

آگے چل کر قرضے کی پائیداری کے مسائل ابھر سکتے ہیں جس کے لیے مستقبل میں نہ صرف زرِمبادلہ کی مسلسل آمد کی ضرورت ہو گی بلکہ ملک کی قرض کی واپسی کی صلاحیت کو بڑھانا ہو گا۔ مؤخر الذکر کا انحصار حتمی طور پر ملک کی ٹیکس بنیاد میں واضح بہتری اور براہ راست ٹیکس گزاروں کی گرتی ہوئی تعداد، بار بار پیدا ہونے والے گردشی قرضے اور اجناس کی منڈی میں امدادی قیمت کے مہنگے میکنزم جیسے اہم مسائل سے نمٹنے پر ہے۔

وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کی معیشت ایک جانے پہچانے موڑ پر پہنچ گئی ہے۔ توازن ادائیگی کا سلگتا ہوا مسئلہ معاشی استحکام اور نمو کی رفتار کو برقرار رکھنے کے لیے مربوط اور بروقت اقدامات کا متقاضی ہے۔ اگر معیشت پھر متوازن ہو جائے تو مضبوط مبادیات اسے بلند نمو کی طرف گامزن رکھ سکتی ہیں۔

1.1 مالی سال18ء کی پہلی ششماہی کا جائزہ

حقیقی شعبہ

توقع ہے کہ حقیقی شعبے کی جی ڈی پی نمو گذشتہ سال کی دس سالہ بلند ترین شرح نمو 5.3 فیصد سے تجاوز کر جائے گی۔ خریف کی تمام اہم فصلوں کی کارکردگی اچھی رہی تاہم کافی پانی کی عدم دستیابی اور پچھلے سال کی نسبت زیر کاشت رقبے میں کمی کے باعث گندم کی پیداوار دباؤ کا شکار رہی۔ اسی طرح صنعتی شعبے میں بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو کی رفتار مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کم ہو کر 1.6 فیصد رہ گئی جبکہ پہلی سہ ماہی میں 9.9 فیصد کی بھرپور نمو حاصل ہوئی تھی۔ اس کا بڑا سبب گنے کی کچل کاری کے آغاز میں تاخیر تھی۔

تاہم چینی کے سوا صنعتی شعبے کی کارکردگی حوصلہ افزا تھی جس میں خاصی وسیع البنیاد رجائیت کا احساس پایا گیا۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو (5.5 فیصد) پچھلے برس کی اسی مدت کے دوران دیکھی گئی نمو (4.0 فیصد) سے نمایاں طور پر زیادہ تھی۔ صارفی اخراجات میں اضافے کے سبب گاڑیوں اور الیکٹرانکس جیسی پائیدار اشیا کی کارکردگی اچھی رہی جبکہ انفراسٹرکچر اور تعمیرات کی جاری سرگرمیوں سے سیمنٹ اور فولاد کے منسلکہ شعبوں کو مہمیز ملی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ مختلف شعبوں میں متعدد صنعتی ادارے استعداد کی توسیع اور مصنوعات کے تنوع میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔

زیر جائزہ مدت سے متعلق کلیدی اظہاریوں کے تجزیے کی بنیاد پر توقع ہے کہ شعبہ خدمات گذشتہ سال جیسی متاثر کن کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی بہتر کارکردگی اور اس کے ہمراہ بڑھتی ہوئی درآمدی مقداروں سے تھوک کے ذیلی شعبے کو فائدہ پہنچے گا جبکہ کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں اضافے اور قرضے کے بلند تر استعمال سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کے اداروں میں رجائیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑھتی ہوئی ٹیلی گنجائیت اور ٹیلی کام آپریٹرز کے روز افزوں گراس مارجنز سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابلاغیات کا جز بھی بھرپور آغاز کرنے والا ہے۔ آخراً، بینکاری شعبے کے اثاثوں اور امانتوں میں دوہندسی نمو مالیات اور بیمے کے ذیلی شعبے میں اضافہ قدر کو مضبوط بنانے میں مدد دے گی۔

مہنگائی اور زری پالیسی

صارفی اخراجات اور ملک میں تیل کی بلند قیمتوں کی بنا پر دباؤ کے باوجود اوسطاً غذائی مہنگائی نے مجموعی مہنگائی کو کم رکھا۔ گندم، چینی اور دالوں جیسی اہم غذائی اشیا کے ذخائر نے ان اجناس کی قیمتوں کو کم رکھا جبکہ سگریٹوں کے ڈیوٹی کے ڈھانچے میں سازگار ردوبدل کے نتیجے میں ان کی قیمتیں یکدم گر گئیں۔ اس دوران مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں قوزی مہنگائی پچھلے سال کی اسی مدت کی نسبت اوسطاً زیادہ رہی جس کا سبب تعلیم اور صحت کی نگہداشت کی لاگت میں مسلسل اضافہ تھا۔ تاہم حالیہ مہینوں میں اس کی رفتار مستحکم ہو گئی ہے۔

دوسری سہ ماہی میں زری پالیسی کمیٹی نے مہنگائی کے رجحانات خصوصاً اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیوں پر جن میں سال کے لیے ہدف سے کم صارف اشاریہ قیمت مہنگائی بتائی گئی تھی، غور وخوض کیا۔ تاہم کمیٹی نے کچھ عوامل کا ذکر کیا جو آگے چل کر اہم ثابت ہوں گے جیسے مہنگائی میں اضافے کی توقعات اور بیرونی شعبے کی کمزوریاں۔ صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے نومبر 2017ء میں پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس دوران نجی شعبے نے طویل مدت منصوبے کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لینے کا عمل جاری رکھا، گو کہ اس کی رفتار کم تھی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی توسیع کم رہی کیونکہ بجلی، تعمیرات اور سیمنٹ کے شعبوں میں تکمیل کی سمت گامزن منصوبوں کے لیے اضافی قرضے کی طلب کم ہوگئی ہے۔ اس کے مقابلے میں چینی اور یوریا کے شعبوں میں سرگرمیاں کم ہونے کے باعث جاری سرمائے کی ضرورت میں کمی آئی کیونکہ اشیاساز کے پاس بڑی مقدار میں غیر فروخت شدہ اسٹاک موجود تھے۔

نجی قرضے میں سست رفتاری نے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں نمایاں سستی پیدا کی۔ خالص ملکی اثاثوں کے اس رجحان کو بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں کمی کی وجہ سے تقویت ملی جو مالیاتی خسارے کے قابو میں رہنے نیز بیرونی مالکاری پر انحصار بڑھانے کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ خالص ملکی اثاثوں میں کمی کی کچھ تلافی بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں اتنے ہی اضافے نے کردی۔ مجموعی طور پر زر وسیع کی رسد (ایم ٹو) میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران 336.4 ارب روپے کی توسیع دیکھی گئی جو نو سال کی پست ترین توسیع ہے جبکہ پچھلے سال کے اسی عرصے میں 645.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔

مالیاتی شعبہ

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں محاصل وصولی کی نمو کی رفتار اخراجات میں اضافے سے بڑھ گئی جس کے نتیجے میں مالیاتی اظہاریوں میں وسیع البنیاد بہتری آئی۔ مجموعی مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 2.2 فیصد کی شرح پر قابو میں رہا جو گذشتہ سال کی سطح 2.5 فیصد سے کم ہے۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں محاصل کا خسارہ بھی جی ڈی پی کے 0.8 فیصد سے گھٹ کر 0.4 فیصد ہو گیا اور بنیادی خسارہ مزید کم ہو کر جی ڈی پی کا 0.1 فیصد رہ گیا جبکہ پچھلے برس 0.5 فیصد تھا۔

محاصل کی وصولی میں نمو وسیع البنیاد تھی جس کی عکاسی براہِ راست اور بالواسطہ ٹیکسوں دونوں میں ہوئی۔ نمو پذیر معیشت — جس کی شہادت کارپوریٹ منافع میں اضافے اور تنخواہوں کی بلند آمدنی کے ساتھ لین دین کے حجم کے بڑھنے سے ملتی ہے — براہِ راست ٹیکس

وصولی میں اضافے کا باعث بنی۔ اسی طرح درآمدات میں اضافے نے حکومت کو درآمد شدہ اشیا سے محاصل بڑھانے کا موقع فراہم کیا۔ پٹرولیم مصنوعات کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ فروخت کے بڑھتے ہوئے حجم کے نتیجے میں سیلز ٹیکس محاصل کی سطح بلند ہوگئی۔

مالی سال18ء کی پہلی ششماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل میں، جو پچھلے سال بہت سکڑ گئے تھے، پھر تیزی آئی۔ یہ بحالی وسیع البنیاد تھی اور املاک و کاروبار، سول انتظامیہ نیز دیگر متفرق وصولیوں میں اضافہ دیکھا گیا۔ اس نمو میں سب سے اہم کردار اسٹیٹ بینک کے بلند تر منافع کا تھا جس کی وجہ نو قدر پیمائی کے فوائد اور پچھلے سال مرکزی بینک سے حکومتی قرض میں اضافہ تھا۔ مزید برآں، انتظام سیالیت کے لیے بلند حجم کے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات نے بھی اسٹیٹ بینک کے منافع کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، قرض کے بلند اسٹاک نے مارک اپ اخراجات بڑھا دیے۔ مزید یہ کہ امن و امان اور تحفظ عامہ کو بہتر بنانے کی جاری کوششیں مزید تیز کی گئیں تا کہ معاشی نمو اور سرمایہ کاری کے لیے ساز گار ماحول پیدا کیا جا سکے۔ جہاں تک ترقیاتی مینڈیٹ کا تعلق ہے، انفراسٹرکچر کی ترقی اور سماجی بہبود وفاقی اور صوبائی حکومتوں دونوں کے لیے کلیدی ترجیحی پہلو رہے کیونکہ انہوں نے توانائی کی بہتر ہوتی ہوئی صورتِ حال سے فائدہ اٹھایا۔

کم مالیاتی خسارے سے قطع نظر مالی سال18ء کی پہلی ششماہی کے دوران سرکاری قرضہ 1.4 ٹریلین روپے بڑھ گیا جو مالی سال17ء کی اسی مدت کے اضافے سے خاصا زیادہ ہے۔ سرکاری قرضے کے اندر سب سے بڑا اضافہ بیرونی جز کی وجہ سے ہوا جس کا سبب (i) بلند بیرونی قرض گیری؛ (ii) امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قیمت گھٹنے کی بنا پر نو قدر پیمائی کے نقصانات؛ اور (iii) امریکی ڈالر کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قیمت میں اضافہ تھا۔ ملکی قرضے میں اضافی قرض کا تقریباً تمام حجم قلیل مدت آلات کے عوض تھا کیونکہ اس مدت کے دوران طویل مدت قرضے میں خالص واپسی ہوئی۔

بیرونی شعبہ

اگرچہ معیشت کا حقیقی شعبہ حوصلہ افزا تصویر دکھاتا ہے تاہم بیرونی کھاتہ معاشی استحکام کے نقطہ نظر کے باعث تشویش رہا۔ برآمدات کی بحالی، جس کی اشد ضرورت تھی، کے باوجود بڑھتی ہوئی درآمدات کے باعث پاکستان کا توازن ادائیگی دباؤ کا شکار رہا۔ مالی سال18ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 7.9 ارب ڈالر ہوگیا جبکہ پچھلے سال کے اسی عرصے میں 4.7 ارب ڈالر تھا۔ اگرچہ پچھلے سال کے مقابلے میں بلندر قوم کی آمد خوش آئند ہے تاہم ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی کو قابو کرنے کے لیے ناکافی ثابت ہوئی۔

برآمدات میں پاکستان کی ششماہی نمو حوصلہ افزا طور پر مالی سال 11ء کی دوسری ششماہی کے بعد پہلی بار دوہندسی ہوگئی۔ برآمدی نمو کی وسیع البنیاد نوعیت اس لیے اور بھی تسلی بخش ہے کہ نہ صرف ٹیکسٹائل کی برآمدات بھرپور طور پر بڑھیں بلکہ غذا اور تیار شدہ اشیا کی بیرون ملک بھیجی جانے والی کھیپیں بھی خاصی مقدار میں بڑھ گئیں۔ آگے چل کر امکان ہے کہ مسلسل مستحکم ہوتی ہوئی عالمی معیشت، پاکستانی روپے کی قیمت میں حالیہ کمی اور سازگار حکومتی پالیسیاں برآمدات کی نمو کو تقویت دیں گی۔

مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں اور ملکی صَرف کے متحرک ہونے کے باعث درآمدات بڑھ کر 29 ارب ڈالر ہوگئیں۔ نیز مشینری کی درآمدات (جس میں گذشتہ چند برسوں کے مضبوط نمو کے رجحان کے برعکس 3.0 فیصد سال بسال کمی ہوئی) کے علاوہ تقریباً تمام اہم اجناسی گروپوں نے بلند نمو کا مظاہرہ کیا۔ ٹرانسپورٹ سے متعلق درآمدات 43.3 فیصد، پٹرولیم ایک تہائی اور دھاتی گروپ کی درآمدات 31.1 فیصد بڑھ گئیں۔

نتیجتاً تجارتی کھاتے میں ہونے والی ابتری کی کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے فقط جزواًہی تلافی ہوسکی۔ سعودی عرب سے آنے والی رقوم کی، جو پاکستان کے لیے ترسیلاتِ زر کا سب سے بڑا ماخذ ہے، ترقی یافتہ مغربی معیشتوں سے آنے والی بلند تر رقوم سے تلافی ہوگئی۔ آگے چل کر سعودی عرب کی پالیسیاں غیر ملکی کارکنوں کے لیے جوں جوں سخت تر ہوتی جائیں گی، اس ماخذ سے آنے والی ترسیلاتِ زر متوقع طور پر دباؤ میں رہیں گی۔ تاہم امید ہے کہ 'آسان ریمی ٹنس اکاؤنٹ' اور ترسیلاتِ زر پہنچانے کے لیے ایم والٹ کے استعمال کی اسکیمیں جن کا حال ہی میں اعلان کیا گیا ہے کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کو بہتر بنائیں گی خاص طور پر دور دراز علاقوں میں جہاں مالی ڈھانچہ محدود ہے۔

نجی اور سرکاری رقوم کی آمد میں کمی کی بنا پر جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنے کا بوجھ ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر پر پڑا۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی قرض کی تکمیل کی ذمہ داریوں اور اس کے نتیجے میں زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی کی وجہ سے بین الاقوامی سرمایہ منڈی سے رجوع کرنا ناگزیر ہوگیا۔ نتیجے کے طور پر دسمبر 2017ء میں پاکستان نے مجموعی طور پر 2.5 ارب ڈالر کے یوروبانڈ اور صکوک کا اجرا کیا۔

1.2 منظر نامہ

گذشتہ معاشی منظر نامہ پیش کیے جانے کے بعد اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اوّل، دسمبر 2017ء میں پاکستانی روپے کی قیمت 4.4 فیصد کم ہوگئی۔ دوم، جنوری 2018ء میں مالی سال کے چوتھے پالیسی جائزے میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ بڑھانے کا فیصلہ کیا جو چھ سے زائد سہ ماہیوں سے یکساں چلا آرہا تھا۔

زری پالیسی کمیٹی کا یہ فیصلہ ملک کی مہنگائی پر تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے ممکنہ اثر کو زائل کرنے کے لیے کیا گیا۔ زری پالیسی موقف میں یہ تبدیلی کارپوریٹس کو زیادہ محتاط لیوراجیہ کی طرف مائل کرسکتی ہے تاہم حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ جنوری 2018ء کے وسط کے بعد سے نجی قرضہ بھرپور انداز سے بحال ہوا ہے اور تب سے 167.9 ارب روپے بڑھ چکا ہے۔[1] مالی سال 17ء کے اسی عرصے میں قرضے کی توسیع کم رہی (60.3 ارب روپے)۔ قرض گیری کی اس تیزی پر چینی کی صنعت کا غلبہ رہا کیونکہ انہوں نے گنّے کی کچل کاری تاخیر سے شروع کی تھی۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	م س 17ء	مالی سال 18ء: ہدف[4]	مالی سال 18ء: اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی[2]
فیصد نمو			
حقیقی جی ڈی پی[1]	5.3	6.0	5.0 – 6.0
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)[1]	4.2	6.0	4.5 – 5.5
ارب امریکی ڈالر			
ترسیلاتِ زر[2]	19.3	20.7	19.5 - 20.5
برآمدات (ایف او بی)[2]	21.9	23.1	24.1-24.6
درآمدات (ایف او بی)[2]	48.6	48.8	53.4 – 54.3
جی ڈی پی کا فیصد			
مالیاتی خسارہ[3]	5.8	4.1	5.0 – 6.0
جاری کھاتے کا خسارہ[2]	4.1	2.6	4.0 – 5.0

ماخذ: [1]پاکستان دفتر شماریات؛ [2]بینک دولت پاکستان؛ [3]وزارتِ خزانہ؛ [4]منصوبہ بندی کمیشن

اس سرگرمی کے باوجود توقعات ہیں کہ پورے سال کی چینی کی پیداوار میں نمو پچھلے سیزن کے مقابلے میں کم رہے گی۔ تاہم صارفی پائیدار اشیا اور تعمیرات سے منسلکہ صنعتوں میں متوقع تیزی کی بنا پر بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے مجموعی اعداد و شمار گذشتہ برس سے زیادہ مستحکم رہ سکتے ہیں۔ اس کے برعکس زراعت کی کارکردگی پچھلے سال کی سطح اور مالی سال 18ء کے لیے مقرر کردہ ہدف سے کم رہنے کا امکان ہے۔ یہ تجزیہ بنیادی طور پر کپاس کی پیداوار میں 25 لاکھ گانٹھوں کی متوقع کمی نیز گندم کا ہدف سے کم زیرِ کاشت رقبے پر مبنی ہے۔ اس تناظر میں امکان ہے کہ جی ڈی پی نمو 6 فیصد کے ہدف سے کچھ کم رہے گی (**جدول 1.2**)۔

مالیاتی کھاتوں کے بارے میں تجزیہ زیادہ تر وہی ہے جو پہلے تھا۔ محاصل کی نمو میں بہتری کے باوجود امکان ہے کہ مجموعی مالیاتی خسارہ مالی سال 18ء کے ہدف سے تجاوز کر جائے گا۔ اس کی بنیادی وجہ ترقیاتی اخراجات میں مسلسل تیزی نیز قرض کی واپسی کی لاگت میں اضافہ ہے۔ امکان ہے کہ انتخابات سے متعلق متوقع اخراجات کے باعث مجموعی جاریہ اخراجات بھی بلند رہیں گے۔

بیرونی محاذ پر مغربی منڈیوں میں درآمد شدہ مصنوعات کی بڑھتی ہوئی طلب کے ہمراہ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور برآمد کنندگان کے حق میں سرکاری پالیسی سب مثبت علامات ہیں۔ جنوری 2018ء میں 14.3 فیصد کی بھرپور نمو کے بعد جولائی تا جنوری مالی سال 18ء میں

[1] 12 جنوری اور 16 مارچ 2018ء کے درمیان۔

مجموعی برآمدی نمو 11.8 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اگر بقیہ مہینوں کے دوران برآمدات اسی رفتار سے بڑھتی رہیں تو 23.1 ارب ڈالر کا ہدف آسانی سے عبور کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک درآمدات کا تعلق ہے، جنوری 2018ء کے دوران نمو میں اضافہ ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سال بسال اضافے کا تقریباً 44 فیصد توانائی کی مصنوعات کی وجہ سے ہوا جو بنیادی طور پر مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی تمام مدت میں تیل کی قیمت میں مسلسل اضافے کے اثر کی نمائندگی کرتا ہے۔ توانائی کے بلند بل کے ہمراہ فولاد اور ٹیکسٹائل خام مال کی درآمد میں پیہم اضافے نے اس ماہ کے دوران مشینری، غذائی اشیا اور مسافر کاروں کے مکمل تیار شدہ یونٹوں کی درآمد میں کمی کی بخوبی تلافی کردی۔

اس تناظر میں یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ تیل کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کا سات ماہ طویل مرحلہ فروری 2018ء میں ختم ہوگیا جب تیل کی قیمت میں لگ بھگ 11 فیصد کمی ہوئی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ تیل کی عالمی قیمتوں کا منظر نامہ اب زیادہ مستحکم دکھائی دیتا ہے کیونکہ امریکہ کی جانب سے شیل کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ممکنہ طور پر تیل کی عالمی طلب میں متوقع اضافے کے اثر کو زائل کردے گا۔ اگر یہ توقعات درست ثابت ہوئیں تو آگے چل کر پاکستان کے توانائی کے بل کا کم از کم قیمتوں کا جز اتنا باعث تشویش نہ ہوگا۔

مہنگائی کے تناظر سے بھی تیل کی عالمی منڈی میں استحکام اہمیت کا حامل ہوگا۔ بلند درآمدی لاگت نیز پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے اثر کو منتقل کرنے کے لیے حکومت نے آخر دسمبر 2017ء سے اب تک تیل کی ملکی قیمتوں میں 11 روپے فی لٹر (13.7 فیصد) اضافہ کیا ہے۔ اگرچہ ملفوف مہنگائی مستحکم ہوگئی ہے، عمومی مہنگائی کم ہے (اور گر رہی ہے جیسا کہ فروری 2018ء میں ریکارڈ کردہ چار ماہ کی پست ترین مہنگائی سے ظاہر ہے) تاہم ایندھن کی لاگت سے آنے والے اضافے کے دباؤ کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔